لغات واعرابِ قرآن (۴۹)
پروفیسر حافظ احمد یار

سورۃ البقرۃ

آیات ۴۹-۵۰

(گزشتہ سے پیوستہ)

ملاحظہ: کتاب میں حوالہ کے لیے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) میں بنیادی طور پر تین ارقام (نمبر) اختیار کیے گئے ہیں۔ سب سے پہلا (دائیں طرف والا) ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے اس سے اگلا (درمیانی) ہندسہ اس سورۃ کا قطعہ نمبر (جو زیر مطالعہ ہے اور جو کم از کم ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد والا (تیسرا) ہندسہ کتاب کے مباحث اربعہ (اللغۃ، الاعراب، الرسم اور الضبط) میں سے زیر مطالعہ مبحث کو ظاہر کرتا ہے یعنی علی الترتیب اللغۃ کے لیے ۱، الاعراب کے لیے ۲، الرسم کے لیے ۳ اور الضبط کے لیے ۴ کا ہندسہ لکھا گیا ہے بحث اللغۃ میں چونکہ متعدد کلمات زیر بحث آتے ہیں اس لیے یہاں حوالہ کی مزید آسانی کے لیے نمبر ۱ کے بعد قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ کلمہ کا ترتیبی نمبر بھی دیا جاتا ہے مثلاً ۲: ۵: ۱: (۳) کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث اللغۃ کا تیسرا لفظ اور ۲: ۵: ۳ کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث الرسم۔ وھکذا۔

۲: ۳۲: ۲ الاعراب

زیر مطالعہ دو آیات یوں تو (چھوٹے چھوٹے) سات جملہ فعلیہ اور دو جملہ اسمیہ پر مشتمل ہے مگر ان میں سے بعض جملے بذریعہ حرف عطف (فا یا واو) باہم مربوط ہیں اور بعض جملے "حال" ہونے کی وجہ سے دوسرے جملے کا جزء بن جاتے ہیں۔ اس طرح ہم اس قطعہ کو ترکیب نحوی کے لیے پانچ حصوں (جملوں) میں تقسیم کر سکتے ہیں تفصیل یوں ہے۔

① واذ نجیناکم من اٰل فرعون:

[وَ] عاطفہ بھی ہو سکتی ہے کہ گزشتہ مضمون کے ساتھ بھی تعلق ہے اور "مستانفہ" بھی ہو سکتی ہے کہ بظاہر یہاں سے ایک الگ بات شروع ہوتی ہے [اِذْ] ظرف منصوب ہے اور اس کا عامل سابقہ آیت کا "اذکروا نعمتی" بھی ہو سکتا ہے اور جملہ کو مستانفہ سمجھیں تو بھی یہاں ایک "اذکروا"

محذوف سمجھا جاتا ہے [نجّیناکم] میں "نجّینا" فعل ماضی معروف صیغہ متکلم ہے جس میں ضمیر تعظیم "نحن" مستتر ہے اور "کُمْ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے (تم کو)۔ چونکہ ظروف عموماً مضاف ہو کر ہی آتے ہیں اس لیے نحوی حضرات یہاں "نجّیناکم" کو "إذْ" (ظرف) کا مضاف الیہ سمجھ کر محلاً مجرور قرار دیتے ہیں۔ تاہم آیت کا مفہوم اس "فنی باریکی" کے اظہار کے بغیر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور "نجّیناکم" کے "محلی اعراب" کا بیان ایک بے فائدہ تکلف کے سوا کچھ نہیں۔

[مِن آلِ فرعونَ] میں "مِن" حرف الجر ہے۔ "آل" مجرور بالجر اور آگے مضاف بھی ہے اس لیے خفیف ہے (تنوین اور لامِ تعریف سے خالی ہے) اور "فرعون" مضاف الیہ (لہٰذا) مجرور ہے مگر غیر منصرف (بوجہ عجمیت اور علمیت) ہونے کی وجہ سے اس کی علامت جر آخری "ن" کی فتحہ (ـَ) ہے۔ یہ سارا مرکب جاری (من آل فرعون) متعلق فعل "نجّینا" ہے۔ اس طرح یہاں تک ایک جملہ فعلیہ مکمل ہوتا ہے۔ یعنی اس کے بعد آگے کوئی عبارت (مزید وضاحت کے لیے) نہ بھی آئے تو بھی یہ جملہ ایک مکمل مفہوم رکھتا ہے۔

④ یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم۔

[یسومونکم] میں "یسومون" فعل مضارع معروف صیغہ جمع مذکر غائب ہے اور "کُمْ" ضمیر منصوب متصل اس کا مفعول بہ ہے۔ یہاں (یسومونکم) سے شروع ہونے والا جملہ فعلیہ (جس کے باقی اجزاء آگے آ رہے ہیں) "آل فرعون" کا حال ہے یعنی (تم کو نجات دی آل فرعون سے) اس حالت میں / اور حالت یہ تھی کہ "وہ تم کو چکھاتے (دیتے) تھے"۔ گویا یہاں "یسومونکم" دراصل "سائمین لکم" یا "وھم سائمون لکم" کے معنی میں ہے۔ یعنی حال ہو کر محل نصب میں ہے

[سُوءَ العذاب] مضاف (سُوء) اور مضاف الیہ (العذاب) مل کر فعل (یسومون) کا مفعول بہ ثانی ہے (مفعولِ اوّل "کُمْ" تھا) کیونکہ بعض دفعہ فعل سام یسوم دو معنوں کے ساتھ بھی آتا ہے۔ اسی لیے "سوء" منصوب آیا ہے۔ علامتِ نصب "ءَ" کی فتحہ (ـَ) ہے کیونکہ یہ اضافت کی وجہ سے خفیف بھی ہے۔ اس عبارت کا ترجمہ وغیرہ [۲ : ۳۲ : ۱ (۳) اور (۴)] میں گزر چکا ہے۔

[یذبّحون] فعل مضارع معروف صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ جس میں ضمیرِ فاعلین "ھم" مستتر ہے۔

[ابناءکم] مضاف (ابناء) اور مضاف الیہ (کُمْ) مل کر فعل "یذبّحون" کا مفعول بہ ہے۔ اسی لیے "ابناءَ" منصوب ہے۔ علامتِ نصب "ءَ" کی فتحہ (ـَ) ہے کیونکہ بوجہ اضافت یہ خفیف بھی ہے [وَیستحیُونَ] میں "وَ" عاطفہ ہے جس کے ذریعے مابعد آنے والے جملے (یستحیون نساءکم)

کو سابقہ جملے (یذ بحون ابناءکم) پر عطف کیا گیا ہے [نساءکم] بھی مضاف (نساء) اور مضاف الیہ (کم) مل کر فعل "یستحیون" کا مفعول ہے اس لیے "نساء" منصوب ہے۔ علامتِ نصب "ءٗ" کی فتحہ (ـَ) ہے۔

● یہاں یہ آخری دو فعلیہ جملے (یذبحون ابناءکم۔اور۔ یستحیون نساءکم) بذریعہ واوِ عاطفہ ایک طرح سے ایک ہی جملہ بنتے ہیں اور یہ اپنے سے پہلے (حال بننے والے) جملے "یسومونکم سوءَ العذاب" کا بدل ہے (اس لیے ان کے درمیان کوئی عطف نہیں ہے) گویا یہ جملے (یذبحون ... نساءکم) اسی "یسومونکم ..." کا بیان اور اس کی وضاحت ہے کہ وہ "سوء العذاب" کیا تھا۔ اس صورت میں اس کا نحوی مربوط ترجمہ یوں ہوگا: "(نجات دی تم کو آل فرعون سے) اُس حالت یہ بھی کہ وہ (تم کو سخت عذاب دیتے تھے) یعنی (تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور بیٹیاں زندہ چھوڑ دیتے تھے) اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ آخری دو جملے (یذبحون .... نساءکم) فعل "یسومون" کی ضمیر فاعلین (ھم) کا حال ہیں۔ "یسومون ..." خود "آل فرعون" کا حال تھا۔ اس طرح اس پوری عبارت (یسومونکم سے نساءکم تک) کا ترجمہ یوں ہوگا: کہ "(نجات دی تم کو آل فرعون سے) اس حالت میں کہ وہ تم کو سخت عذاب دیتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرکے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ کر۔ (یعنی ذبح کرتے ہوئے اور زندہ چھوڑتے ہوئے)

● چونکہ اُردو محاورے میں "حال" کے ساتھ ترجمہ مشکل ہے اس لیے بعض مترجمین نے "یسومونکم..." کے ترجمے سے پہلے "جو" جو کہ" لگایا ہے۔ حالانکہ یہاں کوئی اسم موصول نہیں ہے اور نہ ہی "آل فرعون" نکرہ موصوفہ ہے۔ بس یہ اُردو محاورے کی مجبوری ہے۔ بعض حضرات نے "یسومونکم ...." کا سیدھا ترجمہ ہی کر دیا ہے نہ حال کا تاثر دیا ہے نہ صفت کا نہ بدل کا۔ ان تمام جملوں کے الگ الگ تراجم (لغوی بحث کے ساتھ) حصہ "اللغۃ" میں بیان ہو چکے ہیں۔ [۲:۳۲:۱(۳)] سے [۲:۳۲:۱(۸)] تک میں دیکھیے۔

۳ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم۔

[وَ] مستانفہ ہے۔ کیونکہ یہاں سے ایک الگ مستقل جملہ شروع ہوتا ہے۔

[فی ذلکم] حرف الجر (فی) اور مجرور (ذلکم) مل کر خبر مقدم کا کام دے رہے ہیں۔ (ذلکم۔ "ذلك" ہی ہے جس پر کاف خطاب لگ گیا ہے۔ اس پر ابھی اوپر حصہ "اللغۃ" میں بات ہوئی تھی)

[بلاءٌ] مبتدأ مؤخر نکرہ ہے (جار مجرور یا ظرف خبر کا کام دیں تو وہ مقدم اور ان کا مبتدا نکرہ ہو کر

مؤخر آتا ہے۔مبتدا کے نکرہ ہونے کے کچھ اور مواقع بھی ہیں جن پر حسب موقع بات ہوگی)۔[من ربکم] میں مِن" حرف الجر ہے آگے" ربِّ " مجرور بالجر اور آگے مضاف بھی ہے اس لیے تخفیف بھی ہے علامتِ جر"ب" کی کسرہ (ـِ) ہے۔ اس کے بعد ضمیر مجرور"کُمْ" مضاف الیہ ہے۔اس طرح یہ پورا مرکب جاری (من ربکم) نکرہ موصوفہ (بلاءٌ) کی پہلی صفت ہے جس میں" مِن" بیانیہ ہے۔[عظیمٌ] یہ"بلاءٌ" کی دوسری صفت ہے۔اور یہ مرکب توصیفی (بلاءٌ عظیم) مبتدا مؤخر نکرہ ہے۔سلیس نثر اس عبارت کی یوں ہوگی" وفی ذلکم بلاءٌ عظیم من ربکم"۔یوں نثر میں" من ربکم" بلحاظ ترتیب (بلاءٌ کی) دوسری صفت بن جاتا ہے اصل قرآنی ترتیب میں یہ پہلے تھا اس لیے اسے صفتِ اوّل کہا تھا

● اس جملہ اسمیہ (وفی ذلکم ..... عظیم) میں" ذلکم" کا مشارٌ الیہ" یسومونکم سوء العذاب ..... نساءکم" (مندرجہ بالا ۲) کے مضمون کو بھی سمجھا جاسکتا ہے۔اور" واذ نجیناکم من آل فرعون" (آیت کا ابتدائی فقرہ اور" الاعراب" میں جملہ ۱) کو بھی —— پہلی صورت میں" بلاء" کا ترجمہ" آزمائش اور امتحان" ہی ہوسکتا ہے۔مگر دوسری صورت میں اس کا ترجمہ" انعام" ہوسکتا ہے (جو بلاءٌ حسنٌ کے معنی میں سے ایک ہے)۔ترکیب نحوی کی بناء پر عبارتِ زیر مطالعہ کے تراجم میں فرق پر ابھی اُوپر حصہ"اللغۃ" میں مفصل بات ہوچکی ہے دیکھئے [۲: ۳۲: ۱(۹)]

④ واذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم

[وَاِذْ] عطف اور ظرف ہے (دیکھئے اوپر جملہ ۱) [فَرَقْنَا] فعل ماضی صیغہ متکلم مع ضمیر تعظیم" نحن" ہے [بِکُمْ] جار (بِ) مجرور (کم) مل کر متعلق فعل (فرقنا) ہے۔اور یہاں "ب" بمعنیٰ "ل" بھی ہوسکتی ہے اور سببیہ بھی (ترجمہ کا فرق حصہ اللغۃ" یعنی ۲: ۳۲: ۱(۱۰) میں دیکھئے) [البحرَ] مفعول بہ (فرقنا کا) ہے اس لیے منصوب ہے علامتِ نصب آخری" ر" کی فتحہ (ـَ) ہے۔اس عبارت کی سلیس نثر یوں ہوگی:"واذ فرقنا البحرَ بِکُم"۔قرآن میں الفاظ کی اس قسم کی تقدیم وتاخیر اس میں ایک ادبی حسن اور ایک گونہ شاعری کا انداز پیدا کرتی ہے [فَاَنْجَیْنَاکُم] کی" ف" عاطفہ اور" انجَینا" فعل ماضی صیغہ متکلم مع ضمیر تعظیم" نَحْنُ" ہے۔اور آخری"کُمْ" اس (فعل) کا مفعول بہ (ضمیر منصوب متصل) ہے۔یہاں فعل" انجینا" کو"ف" کے ذریعے پہلے فعل (فرقنا) پر عطف کیا گیا ہے اور یہ ترتیب کو ظاہر کرتا ہے یعنی" سمندر پھاڑنے" کے عمل کے بعد نجات دی۔

⑤ واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔

[وَ] یہاں بھی عاطفہ ہے جس سے مابعد آنے والے فعل (اغرقنا) کو سابقہ فعل (فرقنا) پر عطف کیا (ملا دیا) گیا ہے [آل فرعون] میں مضاف (آل) اور مضاف الیہ (فرعون) مل کر "اغرقنا" کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے علامت نصب "آل" (مضاف) کی "ل" کی فتحہ (ـَ) ہے جو بوجہ اضافت خفیف بھی ہے۔ اور کلمہ "فرعون" یہاں مجرور بالاضافہ ہے غیر منصرف ہونے کے باعث اس کی علامتِ جر آخری "ن" کی فتحہ (ـَ) ہے۔ [وَ] حالیہ ہے بمعنی "درآنحالیکہ" یا "حالت یہ تھی کہ"۔ [انتم] ضمیر مرفوع منفصل یہاں مبتدا ہے (اسی لیے مرفوع ضمیر لائی گئی ہے)، [تَنْظُرُوْنَ] فعل مضارع صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ اس میں ضمیر فاعلین "انتم" مستتر ہے۔ اور یہ پورا جملہ فعلیہ ہو کر "انتم" (مبتدأ) کی خبر ہے۔ اس لیے اس جملہ کو محلاً مرفوع بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ پورا جملہ اسمیہ (وانتم تنظرون) اپنے سے سابقہ جملہ (واغرقنا آل فرعون) کے فاعل (نَحْنَ) یا مفعول (آلَ فرعونَ) کا حال ہے یعنی "ہم نے ڈبو دیا آل فرعون کو اس حالت میں کہ تم دیکھ رہے تھے)، اسی لیے اس جملہ حالیہ (وانتم تنظرون) کا بامحاورہ ترجمہ "تمہارے دیکھتے (دیکھتے)" اور "تمہاری آنکھوں کے سامنے" بھی کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے حصہ اللغۃ" [۲ : ۳۲ : ۱ (۱۴)]

۲ : ۳۲ : ۳ الرسم

زیرِ مطالعہ قطعہ میں (جو دو آیات پر مشتمل ہے) شامل تمام کلمات (جو پچیس کے قریب ہیں) کا رسم املائی اور رسم قرآنی (عثمانی) یکساں ہے۔ صرف دو کلمات (نجینکم اور فانجینکم) کا رسم عثمانی عام رسم املائی سے مختلف ہے اور اس کے ساتھ ہی دو کلمات (العذاب اور ذلکم) کے رسم کے بارے میں بھی ایک وضاحت ضروری ہے تفصیل یوں ہے:

● "نَجَّیْنٰکُمْ" اور "فَاَنْجَیْنٰکُمْ" جن کا رسم معتاد علی الترتیب "نجّیناکم" اور "فانجیناکم" ہے۔ رسم عثمانی میں یہ بالاتفاق ضمیر مفعول "کم" سے پہلے والے "نا" کے الف کے حذف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں یعنی بصورت "نجینکم" اور "فانجینکم"۔ بلکہ اسی سے علمائے رسم نے یہ قاعدہ نکالا ہے کہ فعل ماضی کے صیغہ جمع متکلم کی ضمیر مرفوع متصل (ضمیر تعظیم ہو یا کسی اور فاعلین کے لیے) کے بعد جب کوئی ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہو کر آئے تو ضمیر کا "الف" ("نا" والا) لکھنے میں حذف کر دیا جاتا ہے ہاں اگر اس ضمیر (مرفوع متصل) کے بعد مفعول کوئی اسم ظاہر آ رہا ہو تو فعل ماضی کا یہ صیغہ باثبات الف (رسم املائی کی طرح) لکھا جاتا ہے[1] اس کی دو مثالیں اسی زیر مطالعہ قطعہ میں موجود ہیں یعنی

---

[1] دیکھئے المقنع (للدانی) ص ۱۷، شرح العقیلہ (للشاطبی) ص ۴۸-

"فَرَقْنَا" اور "اَغْرَقْنَا" میں۔

● "ذٰلکم" (ذٰلِك کی طرح) رسم عثمانی اور رسم املائی (دونوں) میں بحذف الف بعد الذال لکھا جاتا ہے بلکہ یہ حذف رسم معتاد پر رسم قرآنی کے اثرات کا ایک مظہر ہے تفصیل کے لیے دیکھئے البقرہ: ۲ [۲:۱:۳ (۱)]

● "العذاب" بالاتفاق ان کلمات میں سے ہے جو قرآن میں ہر جگہ باثبات الف لکھا جاتے ہیں۔ دیکھئے البقرہ: ۷ [۲:۶:۳] کے آخر پر

۲:۳۲:۴ الضبط

اس قطعہ کے کلمات میں ضبط کے اختلافات کو کسی حد تک درج ذیل نمونوں سے سمجھا جا سکتا ہے

وَاِذْ ، إِذْ ، اِذْ / نَجَّيْنٰكُمْ ، نَجَّيْنٰكُمْ ، نَجَّيْنٰكُمْ /
مِنْ ، مِنْ ، مِنْ / اٰلِ ، ءَالِ ، ءَآلِ / فِرْعَوْنَ ،
فِرْعَوْنَ / يَسُوْمُوْنَكُمْ ، يَسُومُونَكُمْ ، يَسُوْمُوْنَكُمْ /
سُوْٓءَ ، سُوٓءَ ، سُوٓءَ / الْعَذَابِ ، اَلْعَذَابِ ، اَلْعَذَابِ /
يُذَبِّحُوْنَ ، يُذَبِّحُونَ ، يُذَبِّحُوْنَ / اَبْنَآءَكُمْ ، اَبْنَاءَكُمْ ،
أَبْنَآءَكُمْ ، ءَابْنَآءَكُمْ / وَيَسْتَحْيُوْنَ ، يَسْتَحْيُوْنَ ،
يَسْتَحْيُوْنَ / نِسَآءَكُمْ ، نِسَآءَكُمْ ، نِسَآءَكُمْ / وَفِيْ ،
فِي ، فِي ، فِے / ذٰلِكُمْ ، ذٰلِكُمْ ، ذٰلِكُمْ / بَلَآءٌ ،
بَلَآءٌ ، بَلَآءٌ / مِنْ ، مِن ، مِن / رَّبِّكُمْ ، رَبِّكُمْ /
عَظِيْمٌ ، عَظِيمٌ ، عَظِيمٌ / وَاِذْ فَرَقْنَا ، فَرَقْنَا ،

(باقی صفحہ ۵۰ پر)